مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، اگر کوئی کافر شخص بیمار یا مرجائے تو اس کی بیمار پرسی یا تعزیت کرنا کیسا ہے؟ کیا ان کی تدفین کی رسومات جو ان کے مذہب کے مطابق ہوں، میں شامل ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اگر مرنے والا کافر پڑوسی ہو تو اس کے گھر کھانا بھیجنے کا کیا حکم ہے؟

الجامعۃ الاشرفیہ
دار الافتاء
شارع فیروز پور لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْجَوَابُ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

واضح رہے کہ غیر مسلم کی بیمار پرسی اور اُس کی موت پر گھر والوں سے تسلی کے کلمات کہنا فی نفسہٖ جائز ہے، لیکن اُس کی تجہیز و تکفین اور جنازہ وغیرہ میں شرکت کرنے کی شرعاً اِجازت نہیں ہے، اِس لئے کہ یہ چیزیں اُن کے مذہبی شعائر میں شامل ہیں، جن میں مسلمانوں کو حصہ لینے کی قطعاً اجازت نہیں ہے، اگر کوئی مسلمان اِس طرح کے کسی کام میں دانستہ یا نادانستہ طور پر شریک ہوگیا، تو اِس پر سچے دل سے توبہ اور استغفار لازم ہے، میت کے گھر والوں کے لئے ایک دن کھانا پہنچانا سنت اور پسندیدہ ہے، لیکن کافر میت کے گھر کھانا بھیجا جائے گا یا نہیں؟ اِس بارے میں کوئی صراحت نہیں ملی، تاہم اگر میت پڑوسی ہو تو اِنسانیت اور پڑوس ہونے کے ناطے اُس کے گھر کھانا بھیجنا ممنوع نہیں ہونا چاہیے۔

١. قال الله تبارک وتعالیٰ: {وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلاَ تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ} [التوبة، جزء آيت: ٨٤]
في روح المعاني: قوله: {وَلاَ تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ} أي لا تقف عليه ولا تتول دفنه۔ (روح المعاني ٦،٢٢٥)
٢. كما في الفتاوى الشاميه :
وجاز عيادته بالإجماع،وفي المجوسي قولان: وفي الشامية: قال في العناية: فيه اختلاف المشايخ، فمنهم من قال به؛ لأنهم أہل الذمة، وہو المروي عن محمد رحمه الله، ومنهم من قال: ہم أبعد عن الإسلام من اليهود والنصارىٰ ... قلت: وظاہر المتن كالملتقى وغيره اختيار الأول لإرجاعه الضمير في عيادته إلى الذمي ... وفي النوادر: جار يهودي أو مجوسي مات ابن له، أو قريب ينبغي أن يعزيه، ويقول: أخلف الله عليک خيرًا منه وأصلحک۔(شامي ٩،٥٥٦ زكريا)
٣. وياتخاذ طعام لهم، قال في الفتح : ويستحب لجيران أہل الميت والأقرباء الأباعد تهنية طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله عليه السلام: إصنعوا لآل جعفر طعامًا، فقد جاء ہم ما يشغلهم، حسنه الترمذي۔ -شامي ٣،١٤٨ زكريا
٤. قال الله تعالى: {وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} [المائدة، جزء آيت: ٢]
ہو عام لكل بر وتقوىٰ وإثم وعدوانٍ، ہكذا قال المفسرون۔ (التفسير الأحمدية ٣٣١ المكتبة الحقانية پشاور)
قال ابن كثير تحت ہذه الآية: "يأمر تعالیٰ عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وہو البر، وترک المنكرات وہو التقوىٰ۔ وينهاہم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم۔ (تفسير ابن كثير ٢،١٠ دار السلام رياض)
٥.كل ما أدي إلى ما لا يجوز، لا يجوز۔ (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٦،٣٦٠ كراجى).والله تعالىٰ اعلم بالصواب

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ

رفیق دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

٢٠/ ربیع الاول/ ١٤٤٤ھ

17/ اکتوبر/ 2022ء

الجواب صحیح
17/ اکتوبر 2022
٢٠ ربیع الاول

صحیح